66293 ـ علاقے میں اجنبی ہیں اور فقراء کو اچھی طرح نہیں جانتے کیا وہ فطرانہ کسی اور علاقہ والوں کو دے دیں

سوال

ہم سعودی عرب کے باشندے یورپ میں رہتے ہیں اور یہاں فقراء و مساکین کو اچھی طرح نہیں جانتے، ہمیں قابل بھروسہ اور ثقہ شخص ملا ہے ـ ان شاء اللہ ـ لیکن وہ کہتا ہے کہ تم مجھے رقم دو میں اس میں کچھ رقم کے چاول خرید کر فقراء کو دونگا اور کچھ کو نقد رقم، اور اس کی دلیل یہ دیتا ہے کہ ہماری تعداد پانچ سو سے زائد ہے، اور اس کے لیے اتنی مقدار میں غلہ خرید کر منتقل کرنا مشکل ہے.
اور پھر ہو سکتا ہے فقراء نقدی لینے میں رغبت رکھتے ہوں تا کہ وہ چاولوں سے زیادہ مستفید ہوں اور اپنی ضرورت کی اشیاء خرید سکیں، تو کیا ہم اسے چاول دیں یا پھر ہم سعودی عرب میں اپنے بھائیوں کو وکیل بنا دیں تا کہ وہ ہماری جانب سے فطرانہ ادا کر دیں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

جمہور علماء (جن میں امام مالك، شافعی اور احمد رحمہم اللہ شامل ہیں) کے ہاں نقدی میں فطرانہ ادا کرنا جائز نہیں، بلکہ غلہ ہی ادا کرنا واجب ہے جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض کیا ہے.

بخاری اور مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایك صاع کھجور یا ایك صاع جو بطور فطرانہ ہر مسلمان آزاد اور غلام مرد و عورت پر فرض کیا "

صحیح بخاری حدیث نمبر (1504) صحیح مسلم حدیث نمبر (984).

فضیلۃ الشیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال دریافت کیا گیا:

بہت سارے فقراء یہ کہتے ہیں کہ وہ فطرانہ میں غلہ کی بجائے نقد رقم کو بہتر سمجھتے ہیں کیونکہ یہ ان کے لیے زیادہ فائدہ مند ہے، تو کیا انہیں فطرانہ میں رقم دینا جائز ہے ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

" ہماری رائے تو یہی ہے کہ فطرانہ میں نقدی ادا کرنا کسی بھی حالت میں جائز نہیں، بلکہ غلہ ہی ادا کرنا ہوگا، اور فقیر جب چاہے اسے فروخت کر کے اس کی قیمت سے فائدہ اٹھا سکتا ہے، لیکن فطرانہ دینے والے کو غلہ کی شکل میں ہی فطرانہ ادا کرنا ہو گا.

اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ وہ اصناف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں تھیں، یا پھر اس موجود نئے دور میں غلہ کی اقسام پائی جاتی ہیں، چنانچہ ہمارے وقت حاضر میں چاول گندم سے زیادہ فائدہ مند ہیں؛ کیونکہ چاول کو پیسنے اور گوندھنے وغیرہ کی ضرورت نہیں ہوتی.

اور مقصد تو یہی ہے کہ فقراء کو فائدہ دیا جائے، اور صحیح بخاری میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث مروی ہے کہ:

" ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ایك صاع غلہ فطرانہ دیا کرتے تھے، اور ان ایام میں ہمارا کھانا کھجور اور جو اور منقہ اور پنیر تھا "

چنانچہ جب کوئی شخص غلہ اور کھانا فطرانہ میں ادا کرے تو اسے وہ غلہ اور کھانا اختیار کرنا چاہیے جو فقراء کے لیے فائدہ مند ہو، اور یہ اوقات کے اعتبار سے مختلف ہو سکتا ہے.

لیکن فطرانہ بطور نقد رقم یا لباس یا سامان اور آلات دینے سے فطرانہ ادا نہیں ہو گا، اور نہ وہ بری الذمہ ہو سکتا ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جس کسی نے بھی کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ عمل مردود ہے " انتہی

دیکھیں: مجموع فتاوی ابن عثیمین (18) سوال نمبر (191).

اس بنا پر اگر وہ شخص ثقہ ہے تو آپ اس کے سامنے یہ شرط رکھیں کہ وہ فطرانہ میں غلہ ہی ادا کرے، اگر وہ قبول نہیں کرتا تو آپ اپنی استطاعت کے مطابق جہاں رہتے ہیں اسی علاقے میں فطرانہ فقراء کو ادا کر دیں، پھر اس کے بعد باقی فطرانہ کسی دوسرے علاقے میں ارسال کرنے میں کوئی حرج نہیں، اس میں یہ شرط نہیں کہ اپنے اصل ملك میں ہی فطرانہ ادا کریں، بلکہ جب کسی علاقے کے لوگ زیادہ ضرورت مند اور محتاج ہوں تو وہاں فطرانہ منتقل کرنا بہتر ہے یا پھر اپنے فقراء رشتہ دار کو دینا.

سوال نمبر (43146) کے جواب میں یہ بیان ہو چکا ہے کہ ضرورت کی بنا پر کسی دوسرے علاقے میں زکاۃ منتقل کرنے میں کوئی حرج نہیں، جیسا کہ اگر زکاۃ دینے والا اپنے رشتہ داروں کو یا پھر ایسے علاقے میں جہاں زیادہ حاجت مند ہوں منتقل کر دے.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا:

کیا اپنے اہل و عیال سے دور شخص گھر والوں کا فطرانہ ادا کرے، یہ علم میں رہے کہ گھر والے اپنا فطرانہ خود ادا کرتے ہیں ؟

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کا جواب تھا:

فطرانہ ايك صاع چاول يا گندم يا كھجور وغيرہ مقرر كيا گيا ہے، يا وہ اشياء جسے لوگ بطور خوراك استعمال كرتے ہيں اس ميں ہر شخص دوسرے فرائض كى طرح خود مخاطب ہے كيونكہ ابن عمر رضى اللہ تعالى عنہما بيان كرتے ہيں كہ:

" رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے ہر آزاد اور غلام مرد و عورت چھوٹے اور بڑے مسلمان پر فطرانہ فرض كيا، اور حكم ديا كہ يہ لوگوں كے نماز عيد كے ليے جانے سے قبل ادا كيا جائے "

چنانچہ جب گھر والے خود اپنا فطرانہ ادا كرتے ہيں تو پھر گھر سے دور شخص كے ليے اپنے گھر والوں كى جانب سے فطرانہ ادا كرنا لازم نہيں، ليكن وہ صرف اپنا فطرانہ ضرور ادا كرے جہاں وہ رہ رہا ہے اگر وہ مستحق مسلمان رہتے ہوں تو ٹھيك وگرنہ وہ اپنے ملك ميں گھر والوں كو وكيل بنا سكتا ہے " اللہ تعالى ہى توفيق دينے والا ہے " انتہى

ديكھيں: مجموع فتاوى ابن عثيمين (18) سوال نمبر (771).

ان سے يہ سوال بھى كيا گيا:

دور دراز كے علاقوں اور ملكوں ميں فقراء و مساكين كى موجودگى كى دليل كے ساتھ فطرانہ وہاں منتقل كرنے كا حكم كيا ہے ؟

شيخ رحمہ اللہ كا جواب تھا:

" اگر كسى ضرورت كے تحت كسى دوسرے علاقے ميں فطرانہ منتقل كرنے ميں كوئى حرج نہيں، مثلا جہاں شخص رہتا ہے وہاں فقراء نہ ہوں تو ٹھيك ہے.

اور اگر بغير كسى ضرورت كے منتقل كيا جائے كہ اس علاقے ميں بھى فقراء موجود ہوں اور وہ فطرانہ قبول كريں تو پھر وہاں سے دوسرے علاقے ميں منتقل كرنا جائز نہيں " انتہى

ديكھيں: مجموع فتاوى ابن عثيمين (18) سوال نمبر (102).

ذیل میں مستقل فتوی کمیٹی کا فتوی درج کیا جاتا ہے جس میں یہ سب مسائل جمع ہیں اور اس کے علاوہ کچھ زیادہ بھی:

" فطرانہ کی مقدار ایك صاع کھجور یا جو یا منقہ یا پنیر یا کوئی اور غلہ ہے، اور اس کا وقت عید الفطر کی رات سے لیکر نماز عید سے قبل تك ہے، اور ایك یا دو یا تین یوم قبل فطرانہ کرنا جائز ہے، اور یہ فطرانہ مسلمان فقراء میں اسی علاقے میں تقسیم کیا جائیگا جہاں فطرانہ نکالا گیا ہے.

اور فطرانہ کسی دوسرے علاقے میں وہاں کی شدید ضرورت کے پیش نظر منتقل کرنا جائز ہے، اور امام مسجد یا دوسرے ثقہ اور امین اشخاص کے لیے فطرانہ جمع کر کے فقراء میں تقسیم کرنا جائز ہے؛ لیکن شرط یہ ہے کہ وہ نماز عید سے قبل مستحقین تك پہنچ جائے، اس کی مقدار مالی تضخم کے تابع نہیں، بلکہ شریعت مطہرہ نے اسے ایك صاع کے ساتھ محدود کیا ہے.

اور جس شخص کے پاس اپنی اور اپنے ماتحت افراد جن کا خرچ اس کے ذمہ ہے صرف عید کے دن کی ہی خوراك ہو اس سے فطرانہ ساقط ہو جائیگا، اور یہ فطرانہ مساجد بنانے یا پھر دوسرے خیراتی کاموں کے لیے جائز نہیں "

دیکھیں: فتاوى اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (9 / 369 - 370).

فطرانہ کے وجوب اور اس کی مقدار اور نقدی طور پر عدم جواز، اور شدید حاجت و ضرورت کی بنا پر کسی دوسرے علاقے میں فطرانہ منتقل کرنے کے جواز کے متعلق علماء کرام کے فتاوی جات درج ذیل سوالات کے جوابات میں بیان ہوئے ہیں:

سوال نمبر (22888) اور (27016) اور (7175) اور (12938) کے جوابات کا مطالعہ ضرور کریں.

واللہ اعلم .